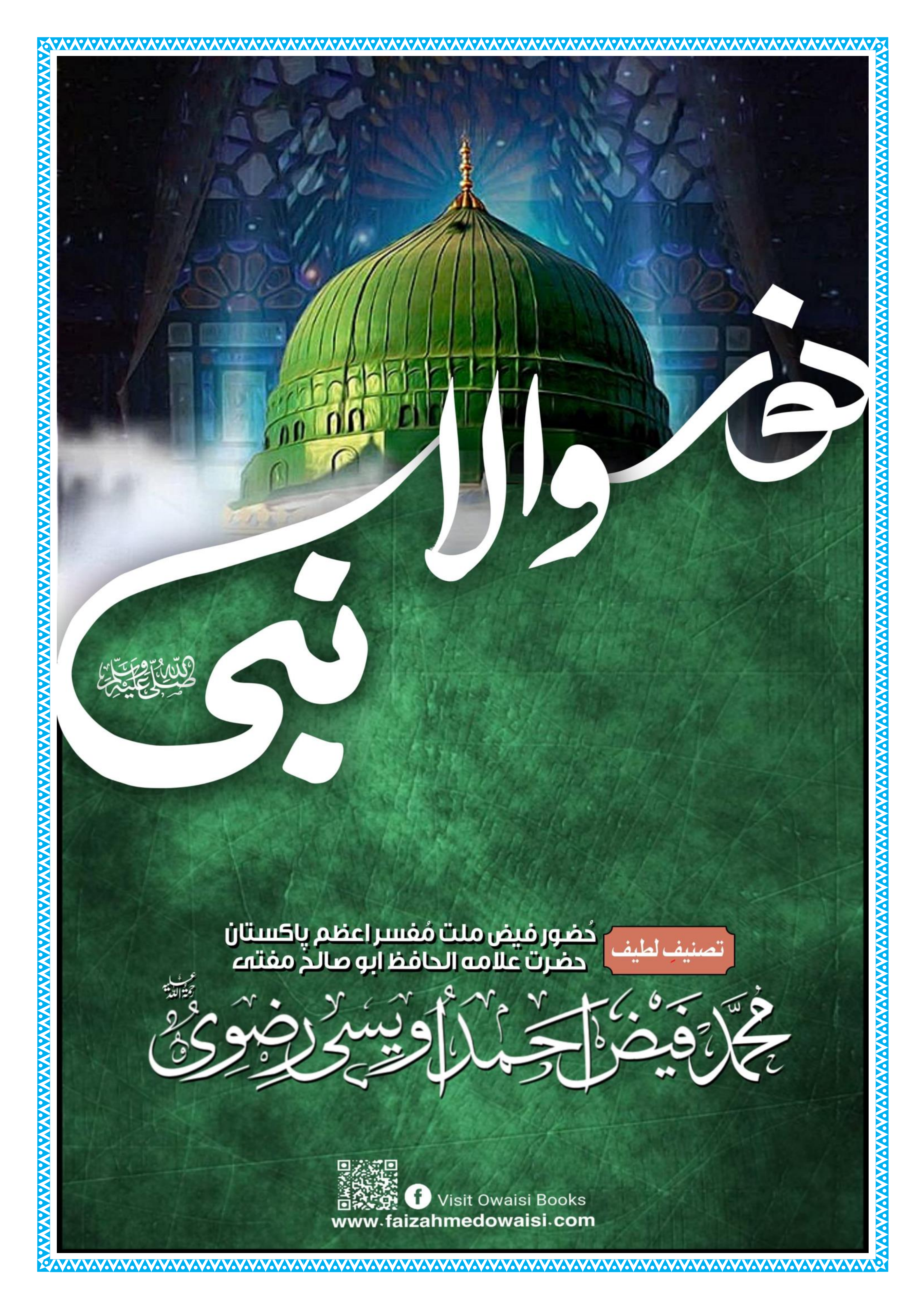

نور والا نبی ﷺ
تصنیفِ لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد! پاکستان ودیگر مختلف ممالک(ملکوں) میں اہلِ سنّت کو بدنام کرتے ہیں کہ بریلوی ایک علیحدہ گروہ (فرقہ) ہے۔ یہ لوگ حضورِ سرورِ عالم ﷺ (نبی کریم ﷺ) کی بَشَرِیَّت (انسان ہونے) کے قائل نہیں، یہ اُن کا عمداً (جان بوجھ کر) اہلِ سنّت پر عظیم اِفتراء (جھوٹا الزام) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ"(النحل: 105)

ترجمہ: جو لوگ جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں وہ مومن نہیں۔

ساتھ ہی: "لَعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَاذِبِينَ" ایسے لوگوں کے لئے وارد ہے۔

الحمدُللہ، اہلِ سُنَّت (مسلمانوں کا اصل گروہ) حضورِ سَرورِعالَم ﷺ کو بَشَر (انسان) مانتے ہیں، لیکن عام بَشَر (انسان) جیسا نہیں، کیوں کہ عام بَشَر گَندَگی (ناپاکی) کا مَجمُوعَہ ہے، اور حضور ﷺ کی بَشَرِیَّت (انسانی حالت) مُعَطَّر (خوشبودار) و مُعَنبَر (پاکیزہ) اور نُورٌ عَلٰی نُور (خالص نورانی) ہے، جَیسا کہ اَحادِیثِ صَحِیحَہ (مستند احادیث) سے ثابِت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پیدا فرمایا، اور یہ اُولِیَّت (سب سے پہلا ہونا) کی تَخلِیق (پیدائش) نُور (روشنی) ہے، جِس نے بَشَرِی لِبَاس (انسانی جسم) اِختِیار فرمایا۔ تَمام لَوَازِمَاتِ بَشَرِیَّت (انسان ہونے کی خصوصیات) آپ ﷺ کو حاصِل تھیں، مَثَلاً قَدو قامَت (جسمانی ساخت) اور ہر عُضو (جسم کا حصہ)، مگر خون و پسینہ (جسمانی رطوبات)، بَول و بَرَاز (پیشاب وپاخانہ) وغیرہ کی کوئی شَے بھی عام بَشَرِیَّت (عام انسانوں) جیسی نہ تھی۔ اہلِ سُنَّت بَشَرِیَّت (انسانی وجود) کے مُنکِر (نہ ماننے والے) کو کافِر (دین سے خارج) کہتے ہیں، اور اس کے بَارے میں یہ عَقِیدَہ (ایمان) ہے۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالۡبَشَرِ بَلۡ هُوَ يَاقُوتٌ بَيۡنَ ٱلۡحَجَرِ [1]

یعنی محمد ﷺ بشر ہیں لیکن عام بشروں کی طرح نہیں یاقوت پتھر ہے لیکن عام پتھروں جیسا نہیں۔

فقیر اِس رسالہ میں بَشَرِیَّت کی تفصیل عرض کرتا ہے۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۶ ذوالحجہ ۱۴۹۱ھ بروز سہ شنبہ (منگل)

[1] (الطبقات الكبرى للشعرانی لواقع الأنوار فی طبقات الأخيار، ومنهم سيدی الشيخ محمد أبو المواهب الشاذلی، 387/2، دار الكتب العلمية – 2018م)

باب اول

فقیر اِس باب میں قرآن و اَحادیث سے ثابت کرے گا کہ واقعی حضور سرورِ عالم ﷺ بشر تو ہیں لیکن ہمارے جیسے نہیں آپ کی بَشَرِیَّت نوری ہے عام بَشَرِیَّت میں ہزاروں خامیاں ہیں۔

عقیدہ اسلام:

نبی وہ انسان مرد ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے احکام شرعیہ کی تبلیغ (کے ذریعے انسانوں کی ہدایت) کے لئے بھیجا۔[2] (شرح عقائد)

اللہ تعالیٰ نے ہدایتِ انسانی (انسانوں کی رہنمائی) کے سلسلہ رُسُل (پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ) جاری کیا، لہٰذا رَسُول (نبی، پیغمبر) اِنسَانی جَامَہ (انسانی روپ، لباس) میں ہی آئے۔

قرآنی آیات: "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ" (پارہ 14، النحل: 43)

ترجمہ: اور ہم نے تجھ سے پہلے آدمی بھیجے ہم اُن کی طرف وحی کرتے رہے تھے۔

"وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ۔ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ" (پارہ 7، الانعام: 8 إلى 9)

ترجمہ: اور اُنہوں نے کہا کہ اُن پر فرشتہ کیوں نہیں اُترا اور اگر ہم فرشتہ اُتارتے تو فیصلہ ہی ہو جاتا پھر مہلت نہ دیئے جاتے اور اگر ہم رسول اللہ کو فرشتہ بھی بناتے تو پھر بھی ہم اُسے آدمی ہی بناتے اور البتہ وہی اشکال ہو تا جواب اشکال کر رہے ہیں۔

أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ (الاعراف: 69)

ترجمہ: اور تم اِس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے تم میں سے ایک مرد پر ذکر نازل ہوا ہے۔

اِن آیات سے یہ عقیدہ رکھنا فرض ہوا کہ رسول آدمی کے لباس میں ہی ہوتا ہے اور مرد ہوتا ہے کوئی عورت رسول نہیں ہوتی۔

عقیدہ کفار: جب رسول جامۂ بشری میں آئے تو دیکھنے والوں نے اُنہیں اپنے جیسا سمجھا اور اُن کی ہدایت سے محروم رہے۔

قرآنی آیات:

(۱) فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ (المؤمنون: 24، پارہ 18)

ترجمہ: پس قومِ کفار کے سرداروں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی بشر ہو

(۲) وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ (المؤمنون: 33، پارہ 18)

ترجمہ: اور قوم کے سرداروں نے، جو کافر تھے اور آخرت کو جھٹلاتے تھے اور دنیا کی زندگی میں ہم نے اُنہیں آسودگی (خوشحالی) دی تھی، کہا: "یہ (نبی) تو محض تم جیسے ایک بشر (انسان) ہے۔

فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا (المؤمنون: 47، پارہ 18) **ترجمہ:** پس کہا اُنہوں نے آیا ایمان لائیں ہم واسطے دو بشروں کے جو ہماری مثل ہیں۔

فائدہ: ایسا ہی سورۂ ہود اور دیگر مواقع ثابت کرتے ہیں کہ کفار نے رسولوں کو اپنا جیسا سمجھا اور یہ اُن کی دوری (ہدایت سے محرومی) کا سبب بن گیا۔ اُنہوں نے ظاہر (بیرونی شکل وصورت) پر نظر کی مگر نور (ہدایت اور نبوت کی روشنی) سے محجوب (محروم، پردے میں چھپے ہوئے) رہے، حالانکہ وہ رسولوں کے ظاہر (بیرونی جسمانی وجود) کے ساتھ

[2] (جاء الحق از مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ اول، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر یا بھائی کہنے کی بحث، مقدمہ: نبی کی تعریف اور ان کے درجات کے بیان میں، ص 166، مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

باطن (روحانی حقیقت، نبوت کا جوہر) پر بھی نظر کرتے تو دولتِ ایمان (ایمان کی نعمت) سے نوازے جاتے، صرف اپنے جیسا بشر (انسان) سمجھے تو مارے گئے (گمراہ ہوگئے، ہلاک ہوگئے)۔

دورِ حاضرہ کے گمراہ فرقے: ہمارے دور میں ایک گروہ محض رسول کی ظاہریت (بیرونی بشری پہلو) پر نظر رکھتے ہوئے کئی فضائل (خصوصی عظمتیں اور کمالات) کا منکر ہو رہا ہے اور ہمسری (برابری) کا مدعی ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کی نورانیّت (روحانی روشنی، حقیقتِ نبوت) کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ ہمارے جیسے بشر (انسان) تھے، لہٰذا آپ پیدا ہوئے اور آپ کے فرزند (بیٹے)، بیٹیاں (صاحبزادیاں) تھیں اور نور کی اولاد نہیں ہوتی، لہٰذا آپ نور نہ تھے معاذاللہ۔ اِن ہمسری (برابری کے دعویداروں) کے مدعیوں کو بھی وہی دھوکا (غلط فہمی، حقیقت سے ناواقفیت) ہوا ہے جو منکرینِ رسالت (رسولوں کے انکار کرنے والے) کو ہوا تھا۔ اُنہوں نے بھی اپنی بَشَرِیَّت (انسانی فطرت و جسمانی صفات) کو رسولوں کی بَشَرِیَّت (انسانی صفات) کے مِثل (برابر، جیسا) سمجھا اور کہہ دیا: "جیسے ہم خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے، فرشتے سے ہمکلام نہیں ہوسکتے، ایسے ہی یہ (رسول) بھی ہم کلام نہیں ہوسکتے۔ حالانکہ رسول کی بَشَرِیَّت (ظاہری جسمانی صفات) اور عام بَشَرِیَّت (دیگر انسانوں کی بشریت) میں زمین و آسمان کا فرق (بہت بڑا امتیاز، نمایاں فرق) تھا۔ آج بھی جو اِس مسئلہ سے غافل (بے خبر، لاعلم) ہیں وہ شانِ رسالت (نبی کریم ﷺ کی عظمت و مقام) میں گستاخی (بے ادبی، بے حرمتی) کرنے سے نہیں چوکتے (باز نہیں آتے) اور جس قدر عوارضِ بَشَرِیَّت (انسانی ضروریات اور جسمانی خصوصیات جیسے کھانا، پینا، سونا) ہیں، سب رسول کی ذات میں ثابت کرتے ہیں، حالانکہ رسولوں میں بَشَرِیَّت (انسانی صفات) صرف اِس قدر رکھی گئی جس سے دوسرے بشر (انسان) اُن سے راہ و ربط (تعلق، میل جول) اور تعلیم پا سکیں۔

عام بشر اور رسول میں امتیاز: رسول محض بشر (عام انسان) ہی ہوتے تو پھر اُنہیں یہ خصوصیات (امتیازی اوصاف، خاص کمالات) کیوں؟ کہ وہ خدا سے ہمکلامی (براہِ راست گفتگو) کر سکیں، وحی کے مُتَحَمِّل (قوت رکھنے والے) ہو سکیں، ملائکہ کو دیکھ سکیں۔ کیا کسی دوسرے بشر کے خاصے (خصوصیات) ایسے ہوسکتے ہیں؟ اگر نہیں ہوسکتے تو ثابت ہوا کہ رسول اپنی بَشَرِیَّت (انسانی صفات) میں مختص (دوسروں سے جدا) ہیں۔ الحمدللہ اہلِ سنّت کو وہی عقیدہ (مذہبی نظریہ) نصیب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو عطا فرمایا۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۲ پر ہے:

(۱) قَالَ: "لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ"[3] یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے کسی جیسا نہیں۔

(۲) إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ[4] یعنی میں تم جیسا نہیں۔

(۳) قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُم"[5] یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق میں تمہارے جیسا نہیں۔

(۴) قَالَ: "وَأَيُّكُم مِثْلِي"[6] یعنی اور فرمایا کون ہے جو میری مثل ہے۔

(۵) بخاری جلد اول صفحہ ۷ میں نبی کریم ﷺ کے اصحاب کا عقیدہ یہی ہے: قَالُوا: إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ[7]

یعنی اور کہا اُنہوں نے تحقیق ہم آپ کی ہیئت پر نہیں یا رسول اللہ۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے "بُرْهَانٌ" اور "بَيِّنَةٌ" کہا:

---

[3] (صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام، 693/2، الحديث 1860، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[4] (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم والغلو في الدين والبدع، 2661/6، الحديث 6869، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[5] (صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم والغلو في الدين والبدع، 2661/6، الحديث 6869، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[6] (صحيح البخاري، كتاب التمني، باب ما يجوز من اللو، 2646/6، الحديث 6815، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[7] (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم أنا أعلمكم بالله، 16/1، الحديث 20، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء:174)

یعنی اے لوگو! تحقیق خدا کے پاس سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی حاشیہ پر لکھتے ہیں: "وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ ﷺ کی" اور تفسیر خازن مصری جلد اول صفحہ ۴۵۶ پر ہے:

بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ [8] یعنی محمد ﷺ اور ارشادِ رب ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (البينه:1)

یعنی مشرکین اور اہلِ کتاب کے کافر اپنے کفر سے علیحدہ ہونے والے نہیں تھے جب تک اُن کے پاس کھلی دلیل نہیں آتی۔

تفسیر خازن جلد چہارم صفحہ ۴۲۷ مصری میں: الْبَيِّنَةُ أي الحجة الواضحة [9] یعنی بینہ کے معنی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

اور وہ محمد ﷺ ہیں قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ محمد ﷺ معجزہ اور برہان ہیں اور معجزہ وہی ہوتا ہے جس کی مثل نہ ہو اگر مثل ہو تو معجزہ کیسا؟ حضور نبی پاک ﷺ بشکلِ بَشَرِیَّت ہیں نور ہیں لفظی بَشَرِیَّت کا لازمہ آپ کے لئے مانیں گے لیکن صرف لفظاً اور معنی نُورٌ عَلٰى نُورٍ۔

نور گر رسول ﷺ: آپ ﷺ کا یہ کمال تھا کہ جسے چاہتے نور بنا دیتے اَحادیث پڑھئے:۔

(۱) ابو نعیم نے قتادہ ابن نعمان سے روایت کی ہے آپ کے ساتھی صحابہ مذکورنے عشاء کی نماز پڑھی رات اندھیری تھی۔ رسولِ کریم ﷺ نے اُسے شاخِ خرما عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ تیرے ارد گرد کو دس دس گز روشن کر دے گی [10] اور جب تو گھر جائے گا وہاں سانپ دیکھے اِس شاخ سے اُسے ہلاک کر دینا۔

(۲) بخاری میں ہے کہ عباد بن بشر اور اُسید بن حضیر کالی رات میں نبی کریم ﷺ کے گھر گئے تو ایک نور اُن کے لئے مَشعل بن گیا۔ [11]

(۳) تاریخ بخاری و بیہقی نے حمزہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر گھر آیا تو راستے میں میری انگلیاں روشن ہو گئیں اور تمام احباب جو میرے ساتھ تھے اُسی روشنی میں جمع ہو گئے۔ [12]

---

8) (تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل، النساء: 172 إلي 175، 453/1 ، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ)

(ترجمہ و تفسیر بیان القرآن از اشرف علی تھانوی، النساء: 174، حاشیہ 2، ص136، پاک کمپنی، اردو بازار، لاہور)

9) (تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل، البينة: 1 إلي 4، 454/4 ، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ)

10) آخر کے الفاظ دلائل النبوۃ میں نہیں۔

(دلائل النبوة للأصبهاني، الفصل السبع والعشرون في ذكر ما ظهر لأصحابه في حياته فمنه قصة أبي بكر الصديق رضي الله الخ، ذكر إضاءة العصا وغيرها، ص562، الحديث 505، دار النفائس، بيروت، الطبعة: الثانية، 1406 هـ 1986 م)

11) (صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب منقبة أسيد بن حضير وعباد بن بشر رضي الله عنهما، 1385/3، الحديث 3594، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

12) (دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب دلائل النبوة سوى ما مضى في هذا الكتاب الخ باب ما جاء في إضاءة عصى الرجلين من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم الخ، 79/6، الحديث، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985 م)

(التاريخ الكبير للبخاري، حرف الحاء، باب حمزة، 393/3، الناشر المتميز للطباعة والنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى، 1440 هـ 2019 م)

(۴)حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا اور حجت کے طور پر آپ نے اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان خالی جگہ پر نورانی دائرہ پیدا کر دیا اُنہوں نے عرض کی کہ لوگ اِسے برص تصوّر کریں گے تو حضور ﷺ نے اُس نور کو اُن کے کوڑے میں منتقل کر دیا۔[13]

فائدہ: یہ تمام اَحادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ خود نور تھے اور اُن کا نور اُن کے خادموں میں سرایت کرتا تھا۔

قرآنی آیات میں:

(۱)نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (النور:35)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نور پر نور ہیں اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

فائدہ: اِس آیت میں بعض مفسرین نے "نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ" سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد لی ہے۔

(۲) اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ (البقرہ:257)

ترجمہ: اللہ مومنوں کا مددگار ہے اُنہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ مومن کا مقام نورانی ہے تو پھر حضور ﷺ کیا ہوئے؟

تقریر شاہ ولی اللہ: حضرت شاہ ولی اللہ صاحبِ فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تین بعثتیں ہیں۔

(۱)قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدۃ:15)

(۲)وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:107)

(۳)لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبۃ:128)

ایک بعثت نور ہے، ایک بعثت رحمت ہے اور ایک بعثت رسالت ہے۔

حدیث جامع النور: امام بخاری و امام مسلم و دیگر اکابر محدثین کے اُستاد و شیخ امام عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں جابر بن سمرہ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمام اشیاء سے قبل اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا۔[14]

سند الحدیث: اِس حدیث کو محدّث اِبنِ عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے اور نشر الطیب میں مولوی اشرف علی تھانوی نے اِس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے نیز شیخ عبد الحق نے مدارج النبوۃ میں قاضی عیاض نے شفاء شریف میں اور ابن حجر عسقلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں اِس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اِس حدیث کو تو ملا علی قاری جیسے نقاد بھی شرح شفاء میں قبول فرما رہے ہیں تو اِس کا انکار جہالت ہے۔[15]

سوال: اِس حدیث کا یہ جملہ ''من نورہ'' یعنی اپنے نور سے قابلِ اعتراض ہے۔

---

13) (البداية والنهاية، معجزات لرسول الله ﷺ مماثلة لمعجزات جماعة من الأنبياء قبله، من آيات موسى عليه السلام، 356/9، دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة: الأولى، (1417إلي 1420 هـ)

14) (تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلاني باب حرف العين المهملة، من إسمه عبد الرزاق، 573/2، موسسة الرسالة)

15) (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ، فصل اول، نور محمدی ﷺ کا بیان، ص 11، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

(مدارج النبوۃ اردو ترجمہ مفتی غلام معین الدین، 14/2، شبیر برادر، زبیدہ سینٹر، اُردو بازار، لاہور)

(المواهب اللدنية، المقصد الثاني، الفصل الاول فی ذكر أسماءه الشريفة المنبءة عن كمال صفاته المنيفة، 459/1، المكتبة التوفيقية القاهرة، مصر)

(شرح الزرقاني على المواهب، المقصد الاول: في تشريف الله تعالىٰ له عليه الصلاة والسلام باب مدخل، 54/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

(شرح الشفا، الباب الثالث فيما ورد من صحيح الأخبار ومشهورها بتعظيم قدره عند ربه عز وجل، فصل في تشريف الله تعالى له بما سماه به من أسمائه الحسنى، 514/1، دار الكتب العلمية، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

جواب ۱: ''مِن نُورِهٖ'' عزت وشرافت کے لئے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا نور آپ کے نور کا مادہ ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے:وَ نَفَخْتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ(الحجر:29)

توکیا اِس جملہ میں اللہ تعالیٰ کی روح آدم کے روح کے مادہ بن گیا نہیں یہ نسبت صرف شرافت کے لئے ہے جیسی " بیتی " میں نسبت شرافت کے لئے ہے۔

جواب ۲: زرقانی نے ارشاد فرمایاہے کہ اِس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی وساطت کے سب سے اوّل نورِ محمد ﷺ پیدا فرمایااِسی بلاتوسط کو "من روحه" یا"من نوره" سے تعبیر کیا گیاہے۔

نکته: جسمِ رسولِ کریم ﷺ تو حضرت عبدُاللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُشت سے اور آمِنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بَطن (شکم) سے آیا، مگر نور کے لیے ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ جیسے انسان مجموعہ رُوح اور بدَن کا ہے، تورُوح کی موجودِیَّت کے لیے ماں باپ کی ضرورت نہیں، بلکہ تخلیقِ اَمر سے تعبیر کیا جاتا ہے، کیونکہ رُوحیں توبقولِ عبدُاللہ ابنِ عبّاس ایک ہی دفعہ پیدا ہوئیں اور عالمِ اَرواح میں جلوہ گر(ظاہر،موجود)ہیں۔اور نبیِ کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"اَلْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ"[16](مشکوٰۃ) **ترجمه:** روحیں اکھٹی تھیں۔

توکیا اب روح کو بھی ماں باپ کے لئے تلاش کیا جائے گا روح اور نور کے احکام علیحدہ ہیں اور وہ ماں باپ کی قید سے آزاد اجساد آدم سے ہیں اور ارواحِ آدم ہے بلکہ یہ نورِ محمد ﷺ سے مختلف ہیں اِس لئے آپ کو ابو الارواح کہا جاتا ہے۔

ازاله وهم وهابیه: وہابی دیوبندی کہتے ہیں نور(الٰہی روشنی) بچے نہیں جنا کرتا، بچے جنناتو اجساد(جسموں)کاکام ہے،نہ کہ خود،روح اَجساد سے پہلے بھی تھااور بعد میں بھی،کیاجسد(جسم)سے پہلے اور بعد اُس کا بچہ ہوا؟نور اور روح ایک ہی چیز ہے،چنانچہ ایک روایت میں آیاہے: أَوَّلُ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ رُوحِي[17]

(مدارج النبوۃ)

ایک روایت میں نوری ہے۔

نورشکل بشر: اللہ تعالیٰ نے نورِ محمد ﷺ کو لباسِ بشری میں بھیجا مگر دیکھنے والوں نے بشر ہی سمجھ کر روگردانی کی ایمان والوں نے نور سمجھ کر اُس سے نورانیت پائی یعنی مومنِ کامل ہوئے۔

لطیفه: الحمدللہ! ہماراعقیدہ حق ہے حضور ﷺ، آپ ﷺ کی آل نور، مخالف بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین مانتاہے نورین سے حضور ﷺ کی دوصاحبزادیاں مراد ہیں، حضور ﷺ کا شہر نور، مخالف بھی مدینہ منوّرہ کہتاہے آپ کے مکہ شہر کا نام جبلِ نور۔

تجربه شاهد: یہ لوگ بہت سی چیزوں بلکہ اپنے مولویوں کو نور کہہ جائیں گے لیکن حضور ﷺ سے انکار کریں گے ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک نام نور ہے اور آپ کو نورِ ہدایت تم بھی مانتے ہو کبھی ایک کہہ دو محمد ﷺ نور ہیں۔میں سمجھتاہوں کہ یہ لوگ پھانسی لٹک سکتے ہیں زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں لیکن حضور پُرنور ﷺ کو نور نہیں کہیں گے۔(تجربہ کرلیں)

بے مثل بشر: بطورِ نمونہ چند اُمور عرض کروں جو عام بشر کو نصیب نہیں۔خصائص الکبریٰ، تفسیر عزیزی (پارہ۳۰) مدارج النبوۃ میں، شمائل ترمذی، شفاء قاضی عیاض، مواہب الدنیہ ودیگر شمائل کی کتابوں سے پتاچلتاہے کہ نبی کریم ﷺ کی بَشرِیَّت نوری ہے مثلاً:

---

[16] (مشكاة المصابيح،كتاب الآداب ، باب الحب في الفصل الأول، 1394/3، الحديث5003-[1] المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[17] (تاریخ الخمیس، مطلب اول: المخلوقات، 19/1، مؤسسة الرساله بیروت)

(۱)اندھیرے اور اُجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔

(۲)آگے اور پیچھے یکساں دیکھتے تھے۔

(۳)قد مبارک ہر مجلس میں بلند ہوتا تھا۔

(۴)سر کے موئے مبارک تعویذ بنا کر صحابہ ٹوپیوں میں رکھتے تھے اور پانی میں بھگو کر شفاء کے لئے پیتے۔

(۵)لعابِ مبارک میں اندھوں کے لئے شفاء تھی اور کڑوے پانی کے لئے سببِ مٹھاس۔

(۶)پسینہ مبارک خوشبودار تھا جو تمام خوشبوؤں پر غالب۔

(۷)بغلوں میں سفیدی تھی جو کھلنے پر چمکتی۔

(۸)دندانِ مبارک میں نور چمکا کرتا۔

(۹)چہرہ مبارک کے نور سے دیواریں جگمگا اُٹھتیں۔

(۱۰)پنجہ اقدس سے نہریں جاری ہوئیں۔

(۱۱)جس چیز کو ہاتھ مبارک نے مَس کیا اُسے آگ جلا نہ سکی۔

(۱۲)پاؤں مبارک جس ڈھیر خرمہ کو لگے وہ دوگنے تین گنے ہو گئے۔

(۱۳)پاخانہ اقدس میں خوشبو تھی۔

(۱۴)بول وبَراز زیادہ پاک اور مُصفّٰی (صاف اور پاکیزہ) اور جس نے پی لیا اُسے جنت کی بشارت دی گئی۔

(۱۵)وجود مبارک کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔

(۱۶)وجود پر مکھی نہ بیٹھتی۔

(۱۷)آوازِ قریب اور بعید یکساں تھی۔

(۱۸)بھوک نے کبھی نہ ستایا۔

(۱۹)آپ کی ہر شے سے مومنوں نے برکت اور امن حاصل کیا۔

(۲۰)خون مبارک کو جس نے چوسا اُسے جنت کی بشارت دی گئی۔[18]

مزید تفصیل فقیر کا رسالہ "صد خصائص" پڑھئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا دیکھا حال: سیّدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَمۡ أَرَقَبۡلَهُ وَلَا بَعۡدَهُ مِثۡلَهُ ﷺ[19] (شمائل ترمذی صفحہ ۲)   یعنی نہ آپ ﷺ کے پہلے اور نہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی مثل دیکھا گیا۔

---

18) (جواھر عزیزی اردو ترجمہ تفسیرِ عزیزی، پارہ ۳۰، سورۃ والضحیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خصوصیات، 4/414، اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، 1429ء/2008ھ)

19) (الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص31، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1413 هـ 1993 م)

لطیفہ: حضور ﷺ نے جس سے ربط ورابطہ قائم فرمایا وہ بھی بے مثل ہو گیا۔ قرآن بے مثل، دینِ اسلام بے مثل، ملک عرب بے مثل، ازواج النبی ﷺ بے مثل، اُمّتِ مرحومہ بے مثل۔ اِس پر دلائل قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو بدیہات سے ہے اُمید ہے کہ منکر بھی اِن کی بے مثلیت کا قائل ہو گا تو پھر نہایت تعجب ہے کہ جس کی سے یہ تمام بے مثل ہو جائیں اُس کی یہ لوگ مثل ہو سکے۔

نوری بَشَرِیَّت کے دلائل: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے وجودِ اقدس ہی ایسا بنایا تھا جس کے تحت فوق، یمین وشمال آگے پیچھے نور ہی نور تھا تو جس وجود کے ہر طرف نور ہی نور ہو اُس کا سایہ کیسے متصوّر ہو سکتا ہے۔ نوری بَشَرِیَّت کے مُفصّل (واضح) دلائل تو ہم آگے چل کر عرض کریں گے، یہاں مختصراً عرض ہے۔

حدیث نفیِ سایہ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ[20] یعنی نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

اور زرقانی فرماتے ہیں: "وَلَمْ يَكُنْ لَهُ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ."[21]

یعنی نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں تھا اور نہ چاند کی روشنی میں کیونکہ وہ نور ایسا ہے۔

فائدہ: شاہ عبدالعزیز دہلوی **تفسیر عزیزی** میں سورۂ والضحیٰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اور شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ **مکتوبات جلد سوئم** اور **تفسیر مظہری** میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی سورۂ نور کی تفسیر میں اور دیگر اصحابِ سِیَر مثلاً امام شاطبی و قرطبی و **تفسیر مدارک** سورہ نور وغیرہ وغیرہ میں لکھتے ہیں اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: **چوں آنحضرت عین نور باشد، نور راسایہ نمے باشد۔** (مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۸)

جب حضور ﷺ عین نور تھے تو نور کا سایہ نہیں ہوتا۔[22]

تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تو نبی کریم ﷺ کو نور کہے۔ (سایہ کی نفی میں فقیر کا رسالہ "سایہ نہ تھا" پڑھیئے۔)

قرآنی آیات:

(۱) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ (المائدہ:15) یعنی تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ سے نور۔

(۲) يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف:8)

یعنی چاہتے ہیں کہ بجھادیں نور اللہ کا اپنے مونہوں سے اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافر مکروہ ہی سمجھیں۔

(۳) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ۔ (النور:35) یعنی اللہ تعالیٰ منوّر کرنے والا زمین اور آسمان کا اُس کے نور کی مثال طاق ہے۔

فائدہ: اِن تمام مذکورہ بالا آیات میں مفسّرین کرام نے نور سے مراد محمد مصطفی ﷺ لئے ہیں۔ (خازن، مظہری وغیرہ) تو آج پھر کیوں انکار کیا جاتا ہے۔

قیامت میں ظہورِ نور: نوری بَشَرِیَّت کا مسئلہ واضح ہو گیا کہ عام مومن بھی نور سے بھرپور ہو گا۔

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ (الحدید:28)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور ایمان لاؤ ساتھ رسول اُس کے کہ دے گا تمہیں اپنی رحمت سے دُگنا ادا کرے گا تمہارے لئے نور چلو گے تم ساتھ اُس کے اور تم کو بخش دے گا۔

---

[20] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. المقصد الثالث: فيما فضله الله تعالى به. الفصل الأول: في كمال خلقته وجمال صورته صلى الله عليه وسلم. 525/5. دار الكتب العلمية. بيروت–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417 هـ 1996 م)

[21] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. المقصد الثالث: فيما فضله الله تعالى به. الفصل الأول: في كمال خلقته وجمال صورته صلى الله عليه وسلم. 524/5. دار الكتب العلمية. بيروت–لبنان. الطبعة: الأولى. 1417 هـ 1996 م)

[22] (جواھر عزیزی اردو ترجمہ تفسیرِ عزیزی، پارہ ۳۰، سورۃ والضحیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی خصوصیات، 4/415، اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، 1429ء/2008ھ)

(۲) يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ (الحدید:12)

یعنی جس دن آپ مسلمانوں اور ایمان والوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کے دائیں طرف دوڑ تا ہو گا۔

گھر کی گواہی: مولوی اشرف علی تھانوی نے حاشیہ پر لکھا یہ نور پُل صراط پر گزرنے کے وقت اُن کے ساتھ ہو گا۔

فائدہ: جو ایمان لائے وہ تو صاحبِ نور ہو اور جس نے ایمان عطا کیا، اسلام دیا، قرآن دیا وہ نور نہ ہو۔

عقیدہ اسلاف: شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۱۰، ۱۰۹ میں تحریر فرماتے ہیں:

آنحضرت بتمام ازفرق تاقدم همه نوربود كه ديده حيرت درجمال با كمال وى خيره ميشد مثل ماه و آفتاب تاباں وروشن بود، و اگرنه نقاب بشريت پوشيده بودى هيچ كس رامجال نظروادراك حسن او ممكن نبودى[23]

ایک اور طریقہ سے: حضور ﷺ تمام مخلوق سے پہلے پیدا کئے گئے جیسا کہ صحاح کی اَحادیث میں ہے اور تفصیل سے فقیر نے رسالہ "اول الخلق" میں روایاتِ صحیحہ نقل کی ہیں اور آپ ﷺ اُس وقت سے نبی ہیں جب کہ آدم علیہ السلام آب و گِل (مٹی اور پانی کے درمیان) میں ہیں، خود فرماتے ہیں:

"كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ المَاءِ وَالطِّيْنِ"[24]

اُس وقت حضور نبی پاک ﷺ نور تھے بشر نہیں کیونکہ اُس وقت بشر، آدمی، انسان کا نشان تک نہ تھا۔ یہ الفاظ اور مسمّی آدم علیہ السلام کے وجود میں آنے کے بعد ہوئے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی اِسی حقیقت نوری میں جامۂ بَشَرِیَّت میں تشریف لانے والا مانتے ہیں۔ اِس کے باوجود آپ بشر ہیں انسان نہیں، آدمی ہیں لیکن حقیقت نور ماننا ضروری ہے جو کوئی نہیں مانتا گمراہ ہے۔

قرآنی دلائل حضور اکرم ﷺ کی بَشَرِیَّت حق لیکن اِس کا آپ پر اطلاق بے ادبی و گستاخی اور گمراہوں کا کام ہے۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں:۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (النور:63) وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات:2)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور اُن کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تم کو خبر نہ ہو۔

فائدہ: ضبطی اعمال (اعمال کا بربادی) کفر کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مدارج جلد ۱ وصل از جملہ رعایت حقوق اولیت میں ہے:

نخوانید اورابنام مبارک او چنانکه می خوانند بعضے از شما بعض را بلکه بگوید یارسول الله یا نبی الله باادب توقیرو توضیع

یعنی نبی علیہ السلام کو اُن کا نام پاک لے کر نہ بلاؤ جیسے بعض بعض کو بلاتے ہیں بلکہ یوں کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ توقیر و عزت کے ساتھ۔

تفسیر روح البیان زیرِ آیت "لَا تَجْعَلُوْا" ہے:

---

23) (مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق دھلوی، 1/138، مطبوعہ: نولکشور، بھارت)

24) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، مدخل. 56/1. دار الكتب العلمية، بيروت –لبنان. الطبعة: الأولى. 1417 هـ 1996 م)

(المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة. حرف الكاف. حديث: كنت نبيا وآدم بين الماء والطين. الحديث: 852. 145/4. دار الكتب العلمية. بيروت –لبنان. الطبعة: الأولى. 1417 هـ 1996 م)

"وَالْمَعْنَى: لَا تَجْعَلُوا نِدَاءَكُمْ إِيَّاهُ وَتَسْمِيَتَكُمْ لَهُ كَنِدَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا بِاسْمِهِ، مِثْلَ يَا مُحَمَّدُ وَيَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَرَفْعِ الصَّوْتِ بِهِ وَالنِّدَاءِ وَرَاءَ الْحُجْرَةِ، وَلٰكِنْ بِلَقَبِهِ الْمُعَظَّمِ، مِثْلَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَيَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَمَا قَالَ تَعَالٰى: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ)"[25]

معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کو پکارنا یانام ایسانہ بناؤ جیسا کہ بعض لوگ بعض کو نام سے پکارتے ہیں جیسے یا محمد اور یاابن عبد اللہ وغیرہ لیکن اُن کے عظمت والے القاب سے پکارو جیسے یانبی اللہ، یارسول اللہ جیسا کہ خود رب تعالیٰ فرماتا ہے: "یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ(الاحزاب: 45)، یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ(المائدة: 67)

اِن آیاتِ قرآنیہ واَقوالِ مفسّرین و محدّثین سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھا جائے نداء میں، ادا میں، صدا میں، گفتگو میں وغیرہ وغیرہ۔

(۲) قرآن کریم نے کفارِ مکہ کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ وہ انبیاء کو بشر کہتے تھے:

"قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" (یس: 17) **ترجمہ:** کافر بولے نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر۔

"وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ" (المؤمنون: 33)

ترجمہ: اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم نقصان والے ہو۔ وغیرہ وغیرہ

قوم نوح سے لے کر فرعون تک کافروں نے ہر نبی کو بشر بشر کی رٹ لگائی فرعون اور اُس کی برادری نے کہا:

"فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ" (پارہ 18، المومنون: 47)

ترجمہ: تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے۔

بلکہ ابلیس لعنتی بنا تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ اس نے آدم علیہ السلام کو بشر کہا۔ قرآن مجید میں ہے:

"قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ" (پارہ 14، الحجر: 33)

ترجمہ: بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تونے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

کفارِ مکہ کے کفر کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ حضور ﷺ کو بشر کہہ کر گستاخی کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ذٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَٰتِ فَقَالُوٓا۟ أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا۟ وَتَوَلَّوا۟ وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ" (پارہ 28، تغابن: 6)

ترجمہ: اِس لئے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول روشن دلیلیں لاتے تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے تو کافر ہوئے اور پھر گئے اور اللہ بے نیاز ہے اور تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

خلاصۂ کلام: انبیاء بالخصوص حضور ﷺ کو بارادۂ گستاخی اور تحقیر واہانت کے طور بشر کہنا کفر ہے جیسے مذکورہ بالا آیت میں ہے اور مذکورہ بالا ارادہ نہ بھی ہو تب بھی گمراہی کیونکہ گمراہوں، کافروں جیسے کلمات کا استعمال برائے انبیاء بالخصوص حضور ﷺ کے لئے کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقُولُوا۟ رَٰعِنَا وَقُولُوا۟ انظُرْنَا وَاسْمَعُوا۟ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ" (پارہ 11، البقرہ 104)

ترجمہ: اے ایمان والو ''رَاعِنَا'' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ''رَاعِنَا'' کے لفظ سے گستاخی کا تصوّر تک نہ تھا بلکہ وہ یہ کلمہ محبت وعقیدت سے کہتے لیکن یہود کا ارادہ یقیناً گستاخی تھا اگرچہ زبان سے اُس کا اقرار نہ بھی کرتے جیسا کہ آیت کا شانِ نزول بتاتا ہے۔

---

[25] (روح البیان، النور: 63، 185/6، دار الفکر بیروت)

شانِ نزول: جب حضور اقدس ﷺ صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کرتے ''رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللہُ'' اس کے یہ معنی تھے کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ یہود کے لغت میں یہ کلمہ سوءِ ادب (بے ادبی) کے معنی رکھتا تھا، اُنہوں نے اِس نیّت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ اُن کی زبان سے سُن کر فرمایا: اے دشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اُس کی گردن ماردوں گا، یہود نے کہا: ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں، اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ''رَاعِنَا'' کہنے کی ممانعت کا حکم ہوا۔[26]

مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور اُن کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع۔[27] (خزائن العرفان)

قسمت بری اور اچھی: کفار و مشرکین کا مقولہ منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ کی قسمت اور "اَنْظُرْ حَالَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" کا میٹھا بول اہلِ سنّت کے نصیب میں۔

نتیجہ: اِس آیت میں وہ مقولہ جو یہود کا تھا یعنی ''رَاعِنَا'' کہنا ممنوع ٹھہرا اب کوئی کسی بھی ارادہ پر استعمال کرے گا مجرم ہو گا۔ بعینہٖ لفظِ بشر کا یہی حال ہے کہ چونکہ یہ مقولہ ابلیس لعین سے لے کر ابو جہل تک انبیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام پر بولتے چلے آئے اِسی لئے مسلمان کو لائق نہیں کہ وہ بشر بشر کی رٹ لگاتا پھرے۔

ہر وہ لفظ جو ہر عام و خاص کے لئے استعمال کیا جاتا ہو وہ حضور ﷺ پر نہ بولا جائے اگرچہ اُس صفت سے آپ موصوف بھی ہو مثلاً آپ ﷺ نے بکریاں چرائیں لیکن آپ کو چرواہا کہنا کفر ہے کیونکہ چرواہا عام لفظ ہے اور عام لفظ کا اطلاق انبیاء علیہم السلام پر کفر ہے، یونہی آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی لیکن اِس کا اُن پر اطلاق گستاخی ہے مثلاً کوئی یوں کہے کہ "مجھ سے غلطی ہو گئی"، تو کیا ہوا؟ بابا آدم علیہ السلام نے بھی تو غلطی کی تھی وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللہِ رِزْقُھَا (پارہ 12، ھود:6)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمّہ کرم پر نہ ہو۔

فائدہ: آیت میں ہر انسان و غیر انسان اور درندے، پرندے وغیرہ کو "دَآبَّۃٍ" فرمایا ہے اِس کا عُرفی معنی "جانور" کیجئے اب ہم کہیں فلاں مولانا صاحب جانور ہیں کوئی بھی اپنے لئے ایسا لفظ مولانا، ذی وقار کے لئے استعمال کرنا گوارا نہ کرے گا کیونکہ یہ بے ادبی ہے اگر مولانا پر لفظِ جانور گستاخی ہے حالانکہ مولانا صاحب جانور ہیں تو پھر سرورِ کونین ﷺ کو عام لفظ "بشر" کا اطلاق ناجائز کیوں نہ ہو اگرچہ آپ بشر ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا طَٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُم (پارہ5: الانعام:38)

ترجمہ: اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اُڑتا ہے مگر تم جیسی اُمتیں۔

---

[26] (تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل، البقرة: 104، 117/1، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، 1419 هـ 1998 م)

[27] (ترجمہ کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان، البقرة: 104، حاشیہ 155، ص25، دار النقي، تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی)

فائدہ: اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو جانوروں اور پرندوں جیسا فرمایا ہے اب اگر کوئی کسی کو کہے کہ جناب خنزیر جیسے ہیں، جناب کوے کی مثل ہیں، یہ اطلاق اپنے لئے کوئی بھی گوارا نہ کرے گا، حالانکہ یہاں " أَمْثَالُكُم " جمع بالمقابل جمع ہے اور وہاں "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ " ہے۔ ثابت ہوا کہ بشر کے ہونے میں جھگڑا نہیں اطلاق کے متعلق جھگڑا ہے۔

فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. (پارہ 16، مریم: 17)

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو اُن کے پاس بھیجا، جو اُن کے سامنے ایک مکمل انسان کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

فائدہ: آیت میں جبریل علیہ السلام کو مثل بشر کہا گیا ہے، یعنی شکل بشر اور حقیقت نور۔ اور نہ صرف یہاں، بلکہ جب جبریل علیہ السلام یا دوسرے فرشتے، مثلاً عزرائیل علیہ السلام وغیرہ دنیا میں بشری شکل میں آئے، ایسے ہی حوریں جن کی شکل عام بشروں (انسانوں) جیسی ہے، تو اِس سے واضح ہوتا ہے کہ نور بشکل بشر (انسانی صورت میں) ہے۔ یہی بات حضور ﷺ کے لئے ماننا پڑے گا کہ جب آپ ﷺ تمام مخلوق کے پہلے پیدا ہوئے اور آپ ﷺ نبی تھے جب آدم علیہ السلام آب وگل (مٹی اور پانی) میں تھے تو اُس وقت آپ نور تھے، جب دنیا میں تشریف لائے تو لباسِ بشر (انسانی جسم) اور حقیقت نور (نورانی اصل) ماننا ہوگا۔

باب ۲: سوالات

سوال: حضور اکرم ﷺ نے خود بار بار فرمایا: "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ " اور بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ "[28]

یعنی وہ بشروں میں سے ایک بشر ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "(الکھف: 110) (ترجمہ: اے محبوب فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔) اِس آیتِ قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بھی ہماری طرح بشر ہیں، اگر نہیں ہیں تو آیت معاذ اللہ جھوٹی ہو جائے گی۔ اِس کے متعدّد (کثیر) جوابات ہیں۔

(۱) اِس آیت میں چند طرح غور کرنا لازم ہے ایک یہ کہ فرمایا گیا ہے: "قُلْ " اے محبوب آپ فرمادو۔ تو یہ کلمہ فرمانے کی صرف حضور ﷺ کو اجازت ہے کہ آپ بطور انکسار و تواضُع فرمادیں، یہ نہیں کہ "قُولُوا إِنَّمَا هُوَ بَشَرٌ مِثْلُنَا " (اے لوگو تم کہا کرو کہ حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہیں۔) بلکہ " قل " میں اِس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو ہم تو نہ کہیں گے ہم تو فرمائیں گے: "شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ، وَّ دَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا " (الأحزاب: 45، 46) ہم فرمائیں گے: "يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ، يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ " وغیرہ تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکساراً یہ فرماسکتے ہیں، نیز اِس آیت میں کفّار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بَشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے اِس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفّار میں سے ہیں تو اُن سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمان سے فرمایا گیا: " أيكم مثلي "[29]۔

طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ انبیائے کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان اُن کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔

---

28) (مسند الإمام أحمد، باقي مسند الأنصار، حديث السيدة عائشة رضي الله عنها، 256/6، الحديث25662، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

29) (صحيح البخاري، كتاب التمني، باب ما يجوز من اللو، 2646/6، الحديث 6815، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

یہ عکس کالحاظ ہے۔

(۲) اِسطرح کہ "مِّثۡلُكُمۡ" پر آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آرہاہے: "يُوْحَى اِلَيَّ" اور "يُوْحَى اِلَيَّ" کی قید (صفت) ایسی ہے جیسے ہم کہیں کہ زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے، مگر ناطق (عقل وشعور رکھنے والا) ہے۔ تو 'ناطق' کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا، کیونکہ اِس قید سے زید اشرف المخلوقات (تمام مخلوقات میں اعلیٰ) یعنی انسان ہوا، جبکہ دوسرے حیوانات حیوان ہی رہے۔

اِسی طرح 'وحی' کی صفت نے نبی اور اُمّتی میں بہت بڑا فرق واضح کر دیا۔ حیوان اور انسان میں تو محض ایک وصف (ناطق ہونے) کا فرق ہے، مگر بشریت اور شانِ مصطفوی میں ۲۷ درجے کا فرق ہے۔ بشر، پھر مومن، پھر شہید، پھر متقی، پھر ولی، پھر ابدال، پھر اوتاد، پھر قطب، پھر غوث الاعظم، پھر تابعی، پھر صحابی، پھر مہاجر، پھر صدیق، پھر نبی، پھر رحمۃ للعالمین ﷺ یہ ۲۷ مقامات ہیں، جن کی تفصیل کے لیے ضخیم تصانیف درکار ہیں۔ لہٰذا، جب عام بشر اور مصطفیٰ ﷺ میں اتنا بڑا تفاوُت (اتنا بڑا فرقِ عظیم) ہے، تو دونوں میں کوئی مشترک حیثیت (برابری کی کوئی گنجائش) کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ شرکت (مشابہت) تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنسِ عالی یا عرضِ عام کے افراد کو انسان سے ہوتی ہے۔ بلکہ اِس کا حال تو یوں سمجھا جائے جیسے کوئی کہے کہ اللہ ہماری طرح موجود ہے یا اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے، کیونکہ موجود، سمیع، بصیر کے الفاظ ہر جگہ بولے جاتے ہیں، مگر اللہ کی موجودیت اور انسان کی موجودیت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ بالکل اِسی طرح، ہماری بشریت اور محبوبِ خدا ﷺ کی بشریت میں بھی کوئی نسبت نہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر بہرِ حق سوئے غریباں یک نظر

حضور ﷺ کی بَشریَّت ہزارہا جبریلی حیثیت سے بہتر ہے۔

(۳) قرآن کریم میں ہے: "مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ" (النور:35)

ترجمہ: رب کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اُس میں ایک چراغ ہے۔

اِس آیت میں بھی کلمہ مثل ہے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نورِ خدا چراغ کی طرح روشن ہے۔ اِسی طرح قرآن میں:

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا طَٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيۡهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمۡثَالُكُم (پارہ5: الانعام:38)

ترجمہ نہیں ہے کوئی جانور زمین میں نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اُڑتا ہو مگر تمہاری طرح اُمتیں ہیں۔

یہاں بھی کلمۂ امثال موجود ہے، تو کیا یہ کہنا درست ہو گا کہ ہر انسان گدھے، اُلّو جیسا ہے ہر گز نہیں نیز "اِنَّمَا" کا حصر اضافی ہے نہ کہ حقیقی یعنی میں نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا بلکہ تمہاری طرح خالص بندہ ہوں جیسے ہاروت ماروت کا کہنا: "اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ" (البقرۃ:102)

(۴) غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ایمان، عبادات، معاملات غرض کہ کسی شے میں ہم جیسے نہیں ہر بات میں فرقِ عظیم ہے حضور ﷺ کا کلمہ ہے: "أَنَا رَسُولُ ٱللَّهِ" یعنی میں اللہ کا رسول ہوں۔

اگر ہم یہ کہیں تو کافر ہو جائیں۔ حضور ﷺ کا ایمان دیکھی ہوئی چیزوں پر کہ جنّت و دوزخ کو ملاحظہ فرمالیا، ہمارا ایمان سنا ہوا ہے ہمارے لئے ارکانِ اسلام پانچ حضور ﷺ کے لئے چار یعنی آپ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔[31] (شامی شروع کتاب الزکوٰۃ)

---

[30] "فرمایا: میں محبوب (یعنی دوست) کا صیقل شدہ آئینہ ہوں۔" (ن اُویسی)

[31] (حاشية ابن عابدين = رد المحتار، كتاب الطهارة، باب السترة، 2/256، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 هـ = 1966 م)

ہم پر پانچ نمازیں فرض حضور ﷺ پر چھ یعنی تہجّد بھی فرض: "وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ" (الإسراء:79) [اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔]

ہم کو چار بیویوں کی اجازت، حضور ﷺ کے لئے کوئی پابندی نہیں جس قدر چاہیں۔ ہماری بیویاں ہمارے مرنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں مگر حضور ﷺ کی ازواجِ پاک سب مسلمانوں کی مائیں: "وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" (الأحزاب:6) یعنی کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔

"وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا" (الأحزاب:53) [اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔]

ہمارے بعد ہماری میراث تقسیم ہو حضور ﷺ کی میراث نہ بٹے۔ ہمارا پیشاب پائخانہ ناپاک حضور ﷺ کے فُضلاتِ شریف اُمّت کے لئے پاک۔[32] (شامی باب الانجاس)

مرقاۃ، باب احکام المیاہ، فصل اول میں ہے: "وَمِنْ ثَمَّ اخْتَارَ كَثِيرُونَ مِنْ أَصْحَابِنَا طَهَارَةَ فَضَلَاتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."[33]

اِسی مرقاۃ، باب السترکے شروع میں ہے: "وَلِذَا حَجَّمَهُ أَبُو طَيْبَةَ فَشَرِبَ دَمَهُ"[34]

اِسی طرح مدارج النبوۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۵ میں بھی ہے، یہ تو شرعی احکام میں فرق بتائے گئے ورنہ لاکھوں اُمور میں فرقِ عظیم ہے۔ ہم کو اِس ذاتِ کریم سے کوئی نسبت ہی نہیں، یوں سمجھو کہ بے مثل خالق کے بے مثل بندے ہیں۔

بے مثلی حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیونکر ہو　　　نہیں کوئی تمہارا ہم رتبہ نہ کوئی تیرا ہم پایا

اِس قدر فرقِ عظیم ہوتے ہوئے "مثلیت" کے کیا معنیٰ؟

(۵) آیت میں ہے: "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (الكهف :110) کہ انسان "مِّثْلُكُمْ" نہیں بشر کے معنی ہیں ذوبشرہ یعنی ظاہری چہرے مہرہ والا، بشرہ کہتے ہیں ظاہر کھال کو تو معنی یہ ہوئے کہ میں ظاہر رنگ وروپ میں تم جیسا معلوم ہوتا ہوں کہ اعضائے بدن دیکھنے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے "يُوحَىٰ إِلَيَّ" [ہم صاحبِ وحی ہیں]۔

یہ گفتگو فقط ظاہری طور پر ہے، ورنہ ہمارے ظاہری اعضاء (جسم کے حصے) کو حضور ﷺ کے اعضاءِ مبارکہ (مبارک جسم کے حصوں) سے کوئی نسبت (برابری) نہیں۔ اللہ کی قدرت تو دیکھو کہ نبی کریم ﷺ کے مبارک منہ کا لُعاب (تھوک) کھاری (نمکین) کنوئیں میں پڑے تو اُس کے پانی کو میٹھا کردے، حدیبیہ کے خشک کنوئیں میں پڑ جائے تو اُس میں پانی پیدا ہو جائے، حضرت جابر کی ہانڈی میں پڑ کر شوربا (یخنی) اور بوٹیاں (گوشت کے ٹکڑے) بڑھادے، آٹے میں پڑے تو اُس میں برکت دے (یعنی آٹا زیادہ ہو جائے)، حضرت صدیقِ اکبر کے پاؤں میں پہنچ کر سانپ کے زہر کو دور کر دے، حضرت عبد اللہ ابن عتیک کے ٹوٹے ہوئے پاؤں میں پہنچ کر ہڈی کو جوڑ دے، حضرت علی کی دُکھتی ہوئی آنکھ میں لگے تو ایسا اثر کرے جیسے کوئی قیمتی سرمہ (آنکھوں میں لگانے والا دوادار مادہ) ہو۔ آج ہزار روپے کی دوا بھی اِس قدر فائدہ نہیں دیتی۔ اگر سرِ مبارک (مقدس سر) سے لے کر قدمِ پاک (مبارک قدم) تک نبی کریم ﷺ کے ہر عضوِ شریف (مبارک جسم کے ہر حصے) کی برکات (خوبیاں اور معجزات) دیکھنی ہوں تو فقیر کی کتاب "حلیہ رسول اللہ ﷺ" کا مطالعہ کریں۔ ہمارے ہر عضو (جسم کے حصے) کا سایہ (پرچھائیں) حضور ﷺ کے کسی عضو کے سائے جیسا نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ پسینہ مبارک میں مشک وعنبر (قیمتی خوشبوؤں) سے زیادہ خوشبو تھی۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "خوشبوئے رسول ﷺ"۔

---

32) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الطهارت، ، باب الانجاس، 318/1)

33) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة، باب أحكام المياه، 448/2، الحديث476، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

34) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة، باب الستره، 640/2، الحديث773، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

(۶) شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ، جلد ۱، باب سوم، وصل ازالہ شبہات میں فرماتے ہیں:

درحقیقت متشابہات اند و علما، آن را معانی لایقه و تاویلات رایقه کرده، راجع به حق ساخته اند.

یعنی یہ آیات حقیقت میں متشابہات ہیں کہ علماء نے اُن کے مناسب معانی اور بہتر تاویلیں کر کے حق کی طرف پھیرا ہے۔

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ جس طرح "يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ "(الفتح :10) یا "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ"(النور :35) وغیرہ آیات جو بظاہر شانِ خداوندی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں، وہ متشابہات ہیں اِسی طرح "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ"(الکھف :110) وغیرہ وہ آیات جو بظاہر شانِ مصطفی ﷺ کے خلاف ہیں متشابہات ہیں لہٰذا اُن کے ظاہر سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔

(۷) روزہ وصال کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: "أَيُّكُمْ مِثْلِي؟" یعنی تم میں ہم جیسا کون ہے؟ بیٹھ کر نفل پڑھنے کے بارے میں فرمایا: "لٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنكُمْ" یعنی لیکن ہم تمہاری طرح نہیں۔ صحابہ کرام نے بہت موقعوں پر فرمایا: "أَيُّنَا مِثْلُهُ؟" یعنی ہم میں حضور ﷺ کی طرح کون ہے؟

اَحادیث میں مطابقت کرنا ضروری ہے وہ اِسی ہو سکتی ہے کہ آیت میں تاویل کی جائے۔

(۸) تفسیر روح البیان سورہ مریم میں کھیعص کے ماتحت ہے کہ حضور ﷺ کی تین صورتیں ہیں۔ صورتِ بشری، صورتِ حقی، صورتِ ملکی۔ بَشَرِیَّت کا ذکر "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ " حقی کا ذکر ہوا: "مَن رَآنِي فَقَدْ رَأَى ٱلْحَقَّ" [یعنی جس نے ہم کو دیکھا حق کو دیکھا۔] صورت ملکی کا ذکر فرمایا:

لِي مَعَ ٱللَّهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ[35]

یعنی بعض وقت ہم کو اللہ سے وہ قُرب ہوتا ہے کہ نہ اُس میں مُقرّب فرشتہ کی گنجائش ہے نہ مُرسَل نبی کی۔

معراج میں پہنچ کر طاقتِ جبریل ختم ہوگئی مگر حضور ﷺ کی بَشری طاقت کی ابھی ابتداء تھی اِس آیت میں محض ایک صورت کا ذکر ہے۔

(۹) "بشر مثلکم" میں یہ تو فرمایا کہ ہم تم جیسے بشر ہیں یہ نہ فرمایا کہ کس وصف میں تم جیسے ہیں یعنی جس طرح تم محض بندے جو نہ خدا، نہ خدا کے بیٹے، نہ خدا کی صفات سے موصوف اِسی طرح میں عبد اللہ ہوں نہ اللہ ہوں نہ اِبن اللہ۔ عیسائیوں نے چند معجزات دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام کو اِبن اللہ کہہ دیا تم ہمارے صدہا معجزات دیکھ کر یہ نہ کہہ دینا بلکہ کہنا "عبدالله رسوله"۔

تفسیر کبیر شروع پارہ ۱۲ زیر آیت "قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا"(الاعراف :67) قصہ نوح میں ہے کہ نبی بشر اِس لئے ہوتے ہیں کہ اگر وہ فرشتے ہوتے تو لوگ اُن کے معجزات کو اُن کی ملکی طاقت پر محمول کر لیتے آپ جب بشر ہو کر یہ معجزات دکھاتے ہیں تو اُن کا کمال معلوم ہوتا ہے غرضیکہ انبیاء کی بَشَرِیَّت اُن کا کمال ہے لہٰذا آیت کا مقصود یہ ہوا کہ ہم تم جیسے بشر ہو کر ایسے کمالات دِکھاتے ہیں تم تو دِکھا دو۔

(۱۰) بہت سے الفاظ وہ ہیں جو پیغمبر اپنے لئے استعمال فرما سکتے ہیں اور وہ اُن کا کمال ہے مگر دوسرا کوئی اُن کی شان میں یہ کہے تو گستاخی ہے دیکھو آدم علیہ السلام نے عرض کیا: " رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا"(الاعراف :23)، یونس علیہ السلام نے رب سے عرض کی: " اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"(الانبیاء :87)، موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا: "فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ"(الشعراء :20) لیکن کوئی اور اگر اِن حضرات کو ظالم یا ضال (گمراہ) کہے تو ایمان سے خارج ہوگا اِسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے۔[36] (جاء الحق)

---

35) (روح البیان، مریم: 312/5،1، دار الفکر بیروت)

36) یہ ۱۰ نکات جاء الحق سے لئے گئے ہیں۔ (جاء الحق از مفتی احمد یار خان نعیمی، حصہ اول، پہلا باب، ص 170 تا 173، مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

لطیفہ: تواضُع (عاجزی) کی بنا پر "بَشَرٌ مِثْلُکُمْ" کو اکثر مُفَسّرین نے لکھا ہے، یعنی نَبیِّ کَریم ﷺ نے یہ اَلفاظ اَپنی اِنکِساری (عاجزی) اور تواضُع ظاہر کرنے کے لیے فرمائے۔ اِس کی مِثال یوں سمجھیں جیسے ایک وَزیرِ اَعظَم قوم سے خِطاب کے دَوران کہے: "مَیں تُمہارا خادِم ہوں۔" اَب کوئی نادان شَخص جا کر اُس سے کہے: "آپ میرے خادِم ہیں، میرا کام کر دِیں!" تو وہ شَخص یا تو سَخت مَلامَت (سخت سرزنش) کا سامنا کرے گا یا جُوتے کھائے گا، کیوں کہ وَزیرِ اَعظَم کا مَقصَد حَقیقَت میں خادِم ہونا نہیں، بلکہ قوم کے ساتھ تواضُع اور خَیر خَواہی کا اِظہار ہوتا ہے۔ اِسی طرَح نَبیِّ کَریم ﷺ نے "بَشَرٌ مِثْلُکُمْ" تواضُع کے طَور پر فَرمایا، لیکن جو شَخص اِس کلِمے کو بُنیاد بَنا کر نَبیِّ کَریم ﷺ کو اَپنے جیسا بَشَر سمجھے، یعنی آپ کی نُبوَّت، عَظَمت، اور مَقامِ خاص کو نَظَر اَنداز کر کے آپ کو عام اِنسانوں جیسا قَرار دے، تو وہ شَخص سخت گُمراہی میں مبتلا ہے اور جَہَنَّم کا مُستَحِق ہے۔

سوال: قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ہے: وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (الاعراف:85)، وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (الاعراف:74)، وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (هود:50) اِن آیات میں رب نے انبیاءِ کرام کو مدین، ثمود اور عاد کا بھائی فرمایا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء اُمتیوں کے بھائی ہوتے ہیں۔

جواب: حضور اکرم ﷺ نے اپنے کرم کریمانہ سے بطور تواضُع وانکسار فرمایا "اخاکم" اِس فرمانے سے ہم کو بھائی کہنے کی اجازت کیسے ملی؟ ایک بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے کہ "میں آپ لوگوں کا خادم ہوں"، تو رعایا کو حق نہیں کہ بادشاہ کو خادم کہہ کر پکاریں۔ اِسی طرح رب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شعیب و صالح علیہما السلام مدین اور ثمود اور عاد قوموں میں سے تھے کسی اور قوم کے نہ تھے۔ یہ بتانے کے لئے "اَخَاهُمْ" فرمایا، یہ کہاں فرمایا ہے کہ اُن کی قوم والوں کو بھائی کہنے کی اجازت دی گئی تھی۔

سوال: قرآن کہتا ہے: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" (الحجرات:10) [**ترجمہ:** مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔] اور حضور ﷺ بھی مومن ہیں لہٰذا آپ بھی ہم مسلمان کے بھائی ہوئے تو حضور ﷺ کو کیوں نہ بھائی کہا جائے۔

جواب: پھر تو خدا کو بھی اپنا بھائی کہو کیونکہ وہ بھی مومن ہے۔ قرآن میں ہے: "اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ" (الحشر:23)

اور ہر مومن آپس میں بھائی لہٰذا خدا بھی مسلمان کا بھائی (معاذاللہ) نیز بھائی کی بیوی بھابھی ہوتی ہے اور اُس سے نکاح حلال اور نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں اُن سے نکاح کرنا حرام ہے۔[37] (قرآن کریم)

لہٰذا نبی ہمارے لئے مثلِ والد ہوئے، والد کی بیوی ماں ہے نہ کہ بھائی کی، جناب ہم تو مومن ہیں اور حضور ﷺ عین ایمان قصیدہ بردہ شریف میں ہے: فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرِمَا یعنی غارِ ثور میں صِدق بھی تھا صدّیق بھی تھا۔

حضور ﷺ اور عام مومنین میں صرف لفظِ مومن کا اشتراک ہے جیسے رب اور عام مومنین میں نہ کہ حقیقتِ مومن میں۔

سوال: حضور علیہ السلام اولادِ آدم ہیں ہماری طرح کھاتے پیتے، سوتے جاگتے اور زندگی گزارتے ہیں اتنی باتوں میں شرکت ہوتے ہوئے اُن کو بشر یا اپنا بھائی کیوں نہیں کہا جائے۔

جواب: اِس کا فیصلہ مثنوی میں خوب فرمادیا ہے:

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستئہ خوابیم وخود
ایں نہ دانستند ایشاں ازعمی — ہست فرقے درمیاں بے انتہا
ہر دو یک گل خورو زنبور ونحل — زاں یکے شد نیش زاں دیگر عسل
ہر دو گوں آہو گیا خوردند وآب — زیں یکے سرگیں شد وزاں مشکناب

---

[37] اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (الاحزاب:6)

ایں خوروگردو پلیدی زیں جد　　　　واں خورد گرد و همه نور خدا (مثنوی رومی)

ترجمہ: کفار نے کہا کہ ہم اور پیغمبر بشر ہیں کیونکہ ہم اور وہ دونوں کھانے سونے میں وابستہ ہیں، اندھوں نے یہ نہ جانا کہ انجام میں بہت بڑا فرق ہے بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہے مگر اُس سے زہر اور اِس سے شہد بنتا ہے۔ دونوں ہرن ایک ہی دانہ پانی کھاتے پیتے ہیں مگر ایک سے پاخانہ دوسرے سے مشک بنتا ہے۔ یہ جو کھاتا ہے اُس سے پلیدی بنتی ہے نبی کے کھانے سے نورِ خدا ہوتا ہے۔

جواب ۲: یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ "میری کتاب اور قرآن یکساں ہیں" کیونکہ یہ دونوں ایک ہی روشنائی سے ایک کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھی گئیں، ایک ہی قسم کے حروف تہجی سے دونوں بنیں۔ ایک ہی پریس میں چھپیں، ایک ہی جلد ساز نے جلد باندھی، ایک ہی الماری میں رکھی گئیں، پھر اِن میں فرق ہی کیا ہے؟ مگر کوئی بے وقوف بھی نہیں کہے گا کہ اِن ظاہری باتوں سے ہماری کتاب قرآن کی طرح ہو گئی، تو ہم صاحبِ قرآنی مثل کس طرح ہو سکتے ہیں؟ یہ نہ دیکھا کہ حضور کا کلمہ پڑھا جاتا ہے، اُن کو معراج ہوئی، اُن کو نماز میں سلام کرتے ہیں، اُن پر درود بھیجتے ہیں، تمام انبیاء واولیاء اُن کے خدّامِ بارگاہ ہیں یہ اوصاف ماوشما (مجھے اور آپ کو) تو کیا ملائکہ کو بھی نہ ملے۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ　　　　بَلْ هُوَ يَاقُوتٌ بَيْنَ الْحَجَرِ[38]

یعنی حضور علیہ السلام بشر ہیں، عام بشر نہیں یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھر نہیں۔

سوال: اگر حضور ﷺ کو بشر کہنا حرام ہے تو چاہیے کہ "انسان" یا "عبد" کہنا بھی حرام ہو کہ اِن سب کے معنی قریب قریب ہیں پھر تم کلمہ میں "عبدہ ورسولہ" کیوں کہتے ہو؟

جواب: لفظِ بشر کفّار بہ نیّتِ اِہانت کہتے تھے اور نبی کو رب نے انسان یا عبد بطورِ تعظیم فرمایا: "خَلَقَ الْإِنْسَانَ، عَلَّمَهُ الْبَيَانَ" (الرحمن:3 إلى 4) اور "أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا" (بني اسرائيل:1) لہٰذا یہ الفاظ تعظیماً کہنا جائز اور بشر کہنا حرام ہے جیسے "راعنا" اور "اُنظر نا" ہم معنی ہیں مگر "راعنا" کہنا حرام ہے کہ طریقۂ کفّار ہے۔

حضرت ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب فرمایا:

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر　　*　　سر اپا انتظار او منتظر

حضور کی عبدیّت سے رب کی شان ظاہر ہوتی ہے اور رب کی عظمت سے ہماری عبدیّت چمکی، وزیر بھی شاہی خادم ہے اور سپاہی بھی، مگر وزیر سے بادشاہ کی شان کا ظہور اور شاہی نوکری سے سپاہی کی عزت۔

سوال: شمائل ترمذی میں حضرت صدیقہ کی روایت ہے کہ فرماتی ہیں:

"كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ"[39]　　یعنی حضور ﷺ بشروں میں سے ایک بشر تھے۔

اِسی طرح جب حضور ﷺ نے عائشہ صدیقہ کو اپنی زوجیت سے مشرف فرمانا چاہا تو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کا بھائی ہوں، کیا میری دُختر آپ کو حلال ہے؟ دیکھو عائشہ نے حضور ﷺ کو بشر کہا اور صدیق نے اپنے کو حضور ﷺ کا بھائی بتایا۔

جواب: بشر یا بھائی کہہ کر پکارنا یا محاورہ میں نبی علیہ السلام کو یہ کہنا حرام ہے۔ عقیدہ کے بیان یا دریافت کے مسائل کے اور احکام ہیں۔ حضرت صدیقہ یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما عام گفتگو میں حضور ﷺ کو بھائی یا بشر نہ کہتے تھے، یہاں ضرورتاً اِس کلمہ کو استعمال فرمایا ہے۔ صدیقۃ الکبریٰ تو یہ فرما رہی ہیں کہ

---

[38] (الطبقات الكبرى للشعراني لواقع الأنوار في طبقات الأخيار، ومنهم سيدي الشيخ محمد أبو المواهب الشاذلي، 387/2، دار الكتب العلمية–2018م)

[39] (الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ما جاء في تواضع رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص282، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1413ھ 1993م)

حضور ﷺ کی زندگی پاک نہایت بے تکلفی اور سادگی سے عام مسلمانوں کی طرح گزری کہ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔اِسی طرح صدّیقِ اکبر نے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور ﷺ نے مجھے خطابِ اُخوت سے نوازا ہے کیا اِس خطاب پر حقیقی بھائی کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟اور میری اولاد حضور ﷺ کو حلال ہوگی یا نہیں؟ہم بھی عقیدے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں، حضرت خلیل نے ایک ضرورت پر حضرت سارہ کو فرمایا: "هذه أختي"[40] یعنی یہ میری بہن ہے۔حالانکہ وہ آپ کی بیوی تھیں،اِس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت سارہ اب آپ کو بھائی کہہ کر پکار تیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنهم کا معمول: سب کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ رشتہ میں صدّیقہ کے زوج(شوہر) اور سیّدنا علی کے بھائی، حضرت عباس کے بھائی کی اولاد ہیں، مگر یہ حضرات جب بھی روایتِ حدیث کرتے ہیں تو صدیقہ یہ نہیں فرماتیں کہ "میرے زَوج نے فرمایا" یا حضرت عباس یا حضرت علی رضی اللہ عنہما یہ نہیں فرماتے کہ "ہمارے بھتیجے یا ہمارے بھائی نے یہ فرمایا" سب یہ ہی فرماتے ہیں: "قال رسول الله ﷺ" تو جو حضرات رشتہ کے لحاظ سے بھائی ہیں وہ بھی بھائی نہیں کہتے۔

انتباہ: جو لوگ صحابہ کرام کو اپنے لئے مشعلِ راہ کا دعوی کرتے ہیں وہ اُن کی اِس عقیدہ میں پیروی کیوں کرتے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کو نوری بشر مانتے ہیں اِسی لئے آپ ﷺ کا پیشاب مبارک اور خونِ اقدس پیا اور آپ کے پسینہ اور دیگر متعلقات کو تبرّک بنایا، غرض یہ کہ کسی امر میں بھی خود کو آپ ﷺ جیسانہ بتایا۔

درسِ ادب: جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قریبی رشتہ داریوں کے باوجود بھی اپنا رشتہ زبان پر نہ لائے یعنی صدّیقِ اکبر نے کہا ہو کہ حضور ﷺ ہمارے داماد ہیں، یا سیّدنا عثمان و سیّدنا علی رضی اللہ عنہما نے کہا ہو "ہم آپ ﷺ کے داماد ہیں" وغیرہ بلکہ اُن کے ادب کا حال تو یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا حضور ﷺ؟ تو اُنہوں نے ادباً کہا کہ بڑے تو حضور ﷺ ہیں لیکن میں دو سال پہلے پیدا ہوا ہوں۔[41]

سوال: حضور ﷺ ماں باپ سے پیدا ہوئے حضرت حلیمہ وغیرہ کا دودھ پیا، شادی بیاہ کیا، کھاتے پیتے تھے، بیمار ہوتے، وصال فرماگئے، کفن دفن ہوا اور اب قبر میں ہیں وغیرہ وغیرہ کیا نور ایسے کام کرتا ہے؟

جواب: یہ جاہلانہ سوال بہت پرانا اور کافروں کا مقولہ ہے: "وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ"
(پارہ 8، الفرقان:7)

ترجمہ: اور بولے اِس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

جواب: یہ سوالات اُس وقت ہوں جب ہم اہل سنّت کو بَشَرِیَّت کا انکار ہو، جب ہم بار بار اعلان کررہے ہیں، کتابوں میں لکھ رہے ہیں کہ حضور ﷺ بشر ہیں لیکن آپ ﷺ کی بَشَرِیَّت نوری ہے ہماری طرح گندی اور عاجز بَشَرِیَّت نہیں اور جب آپ ﷺ بشر ہیں تو لوازماتِ بشر بھی ہونے لازم ہوئے اور اُن لوازمات کا گہرا مطالعہ کریں تب یقین ہوگا کہ آپ ﷺ کی ولادت کیسی، بچپن کیسا؟ جوانی کیسی؟ شادی و بیاہ کیوں، موت وحیات کس طرح، پھر کفن و دفن اور مزار میں ہونا کیسا؟ یہ تمام اُمور حق لیکن عام بشر "من حيث البشر" اور حضور ﷺ کے لئے "من حيث التعليم" مثلاً آپ ﷺ نے عام ولادت و رضاعت کو شرف بخشا تو "من حيث الاحتياج" نہیں بلکہ "من حيث التعليم" کہ بشر یوں پیدا ہوتا ہے، یوں ماں باپ وغیرہ کی پرورش

---

40) (صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب إذا قال لامرأته وهو مكره هذه أختي فلا شيء عليه، 2018/5، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

41) (المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر قباث بن أشيم رضي الله عنه، 823/4، الحديث 6683، دار المعرفة، سنة النشر: 1418ھ/1998م)

پاتا ہے، جوانی یوں ہوتی ہے، احسن معاشرہ ومعاش کا یہ طریقہ ہے، جینا یوں ہوتا ہے، مرنا یوں وغیرہ وغیرہ۔ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "البشریہ لتعلیم الامة" میں پڑھیے۔

سوال: نبی ﷺ نور تھے تو شادی بیاہ کیوں کیا وغیرہ؟

جواب: وہی جاہلانہ راگ الاپا جارہا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ بشر تھے اور "من حیث البشر" آپ ﷺ نے بشری لوازمات بھی اختیار فرمائے اور نور بھی تھے اور نور سے نکاح ممنوع نہیں۔ کیا اہلِ جنّت کو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: "وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ" (الدخان:54) (یعنی تو قیامت میں اہل ایمان کا حوروں سے بیاہ ہوگا۔) اور یہ قاعدۂ اسلامیہ مشہور ہے کہ جنّت کے لوازمات انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کاملین کو دنیا میں نصیب ہوئے ہیں۔

سوال: آپ ﷺ مثلی بشر تھے، تو کھایا پیا کیوں حالانکہ مثلی بشر جیسے جبریل علیہ السلام وغیرہ کھاتے پیتے نہیں تھے، اِسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے بچھیا ذبح کی، اُسے بہترین طریقہ سے پکا کرلائے لیکن مثلی بشروں (جبریل علیہ السلام وغیرہ) نے نہ کھایا۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (هود:69) فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً (هُود:70)

ترجمہ: اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مُژدہ (خوشخبری) لے کر آئے، بولے سلام کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بُھنا لے آئے پھر جب دیکھا کہ اُن کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے تو اُن کو اُوپری سمجھا اور جی ہی جی میں اُن سے ڈرنے لگا۔

جواب: جبرائیل علیہ السلام کی مثلی بَشَرِیَّت تو مان گئے یہ بھی ہماری حقانیت کی دلیل ہے ہاں جبریل علیہ السلام کی مثلی بَشَرِیَّت اُن کی مثلی بَشَرِیَّت کی دلیل ہے کہ مثلی بشر کھاتے پیتے نہیں لیکن حضور ﷺ مثلی بشری ہو کر کھاتے پیتے یہ انکا معجزہ ہے کیونکہ آپ ﷺ سراپا ہر طرح سے معجزہ ہیں بشر ہو کر نہ کھائیں (جیسے صوم الوصال سے ظاہر ہے) تو معجزہ اور نور ہو کر کھائیں تو معجزہ بشر نہ کھائے پیئے تو مرجائے آپ ﷺ نہ کھائیں پیئیں تو کوئی پرواہ نہیں، بشر کھائے پیئے تو گندگی اور پلیدی پیٹ سے نکلے آپ ﷺ کھائے پیئیں تو مشک وعنبر بنے جو اُسے کھائے پیئیں دنیا میں شفاء ملے آخرت میں جنت کا ٹکٹ وغیرہ وغیرہ۔

بشرية النبی ﷺ	بشرية العوام
نورانی جسم جسے تسنیم سے گوندا گیا	بدبودار سیاہ مٹی جسے قرآن میں "حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ" (الحجر:26) کہا گیا
پیدائش سے پہلے شکمِ مادر میں درجنوں بلکہ بے شمار معجزات کا اظہار	شکمِ مادر میں ہی صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ (البقرة:18) اور جاہل وبے خبر
شکمِ مادر میں اور پھر بعدِ پیدائش تا سنِ شعور ہر علم وشعور شکمِ مادر میں غذا نور	پیدائش بدبودار اور پلید ہی پلید
جسم معطر ومنور بے سایہ	جسم کا سایہ اور خود گندوں سے گندا
قدرعنا اور تمام اونچوں سے اونچا	جیسے تھا ویسے ہے
جسمانی طاقت سے رستمِ زمان عاجز	عاجزوں سے عاجز
جس گلی سے گزر ہو معطر معنبر	کیا کہوں کیسے کہوں؟
اُن کا کلمہ جملہ عالمین پڑھے	ہم اُن کا کلمہ پڑھیں
وہ سوائے خدا کے کسی کے محتاج نہیں	ہم عاجز وبیکار
دنیا میں جس طرح کا معاشرہ چاہیں جتنا نکاح چاہیں کریں	ہم عاجز وبیکار
وہ مالک ومختار	ہم ہر طرح سے بے اختیار

بے مثل بشر: جس طرح کہ ہم بشر ہیں وہ سب خود کو خوب جانتے ہیں فقیر بے مثل بشر کی بَشَرِیَّت کے نمونے عرض کرکے ہر اُس بشر سے سوال کرتا ہے جو کہتا ہے کہ نبی ﷺ کی بَشَرِیَّت اور ہماری بَشَرِیَّت میں کوئی فرق نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ نبی بن گئے اور ہم رہ گئے۔(لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

بے مثل بشر کی بے مثلی کے نمونے: جنابِ رسالت مآب ﷺ کے حق میں اُن کی روح مبارک پیدا ہونے کی ابتداء سے بَہِشت میں داخل ہونے تک جو الٰہی بخششیں اور عنایتیں عطا ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں اور ہوں گی سو قیاس کے احاطہ اور بیان کرنے کی حد سے باہر ہیں۔ کچھ مجمل اور خلاصہ بیان کرنے میں آتا ہے سمجھنا چاہیے کہ جب کوئی کسی کو اپنے تعلق رکھنے والوں سے اپنا پیارا اور محبوب کرتا ہے تو اُس کو بہت چیزوں سے پوشاک میں، سواری میں بیٹھنے کی جگہ میں اور اُس کے سوار اور احوال میں ممتاز فرماتا ہے تا کہ اُس کا پیارا اور رتبۂ محبوبیت خاص وعام کی نظر میں جلوہ گر ہو جائے اور حضور ﷺ کو جو خصوصیتیں جنابِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہیں وہ دو قسم کی ہیں۔

پہلی قسم: وہ ہے جس میں پیغمبر بھی شریک ہیں لیکن حضور ﷺ کو وہ نعمت سب سے آگے اور اُن سب سے زیادہ دی ہے اِس سبب اُن کو اُن سب سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو اُنہیں کو مخصوص ہے اور خاصہ اُنہیں کا ہے کسی کو اُس میں شراکت اور بہرہ (حصہ) نہیں اور یہاں مختصر کرنے کے سبب اِن دونوں قسموں میں سے باہم ملا کے کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔

آنکھ مبارک: اُن خصوصیتوں سے جو رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارک میں تھیں، ایک یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی پیٹھ کے پیچھے ایسا دیکھتے تھے جیسا روبرو اور رات کے وقت اور اندھیرے میں ایسا دیکھتے تھے جیسا دن کو اور روشنی میں۔

لعابِ مبارک: اور حضور ﷺ کے منہ مبارک کا لُعاب کھاری پانی کو میٹھا کرتا تھا اور شیر خوار بچوں کو اپنے منہ کے لعاب سے ایک قطرہ چکھاتے تھے تو بچے سارا دن پیٹ بھرے رہتے تھے، دن بھر دودھ طلب نہ کرتے تھے چنانچہ عاشورہ کے دن اَہلِ بیت کے بچوں سے ہوتا ہے۔

بغل مبارک: حضور ﷺ کی بغلیں سفید رنگ اُجلی شفاف تھیں، اُن میں اصلاً بال کا نام نہ تھا۔

آواز مبارک: آپ ﷺ کی آواز اتنی دور جاتی تھی کہ اوروں کی آواز اُس کے دسویں حصے تک نہ جاتی تھی اور آپ ﷺ کی آواز اتنی دور سے سنتے تھے کہ اوروں کی آواز اُس فاصلے سے سُن نہ سکتے۔

دل مبارک: حضور ﷺ کی آنکھیں سو جاتی تھیں اور دل جاگتا رہتا تھا، اور حضور ﷺ کو ساری عمر میں جمائی نہ آئی اور احتلام کبھی نہ ہوا۔

پسینہ مبارک: آپ کے بدن مبارک کا پسینہ مشک سے بہت زیادہ خوشبودار تھا۔ یہاں تک کہ اگر کسی راستے سے سرکار ﷺ تشریف لے جاتے تو لوگ اُن کے پسینہ کی خوشبو کے سبب سے جو اُس ہوا میں پھیل جاتی تھی معلوم کر لیتے تھے کہ حضور ﷺ اِس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔

بَول مبارک: کسی آدمی نے آپ ﷺ کے بول وبَراز شریف کو زمین پر نہ دیکھا زمین پھٹ کر نگل لیتی تھی اور اُس جگہ سے مشک کی خوشبو نکلتی تھی۔

میلاد شریف: آپ ﷺ تولد (پیدائش) کے وقت ختنہ کیے ہوئے، ناف کٹی ہوئی اور پاک صاف پیدا ہوئے، یعنی آپ کے بدن مبارک پر کسی پلیدی (ناپاکی) کا اثر تک نہ تھا۔ آپ ﷺ زمین پر سجدہ کرتے ہوئے اور اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی پیدائش کے وقت ایک نور (چمک) ظاہر ہوا اور ایسی روشنی پھیلی کہ آپ کی والدہ کو اُس روشنی کی وجہ سے شام کے شہر نظر آئے۔ فرشتے آپ ﷺ کو جھولا جھُلاتے تھے، اور چاند آپ کے ساتھ بچپن میں جھولے میں باتیں کرتا تھا۔ جب آپ ﷺ چاند کو اشارہ کرتے تو وہ آپ کی طرف جھک جاتا، اور کئی بار جھولے میں جھُولتے ہوئے بھی آپ نے کلام فرمایا۔ بادل ہمیشہ دھوپ کے وقت آپ پر سایہ (چھاؤں) کرتا تھا، اور جب آپ کسی درخت کے نیچے آتے تو اس کا سایہ آپ کی طرف جھک جاتا تھا۔

سایہ نہ تھا: اورآپ کا سایہ زمین پر نہ گرتا تھا اور اُن کے پوشاک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور اگر آپ کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپ کی سواری کی مدت تک لید اور پیشاب نہ کرتا اور عالم ارواح میں جو اول پیدا ہوئے سو آپ تھے اور پہلے جس نے " اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ "[42] کے جواب میں " بَلٰی " کہا سو وہ بھی آپ تھے۔

معراج وبراق: معراج و بُراق کی سواری بھی مخصوص آپ ﷺ کو تھی اور آسمان پر جانا اور قاب قوسین تک پہنچنا اور دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا فرشتوں کو آپ ﷺ کی فوج بنانا اور لشکر کی طرح اُن کے ہمراہ ہو کر لڑیں یہ بھی خاصہ اُنہیں کا ہے۔

شق القمر: اور چاند کا دو ٹکڑے کرنا اور دوسرے عجائب معجزے بھی اُنہیں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

قیامت: قیامت کے دن جتنا کچھ اُن کو ملے گا اتنا کسی اور کو نہ ملے گا اور جو پہلے قبر سے اُٹھے گا سو آپ ﷺ ہوں گے اور جو پہلے بے ہوشی سے ہوشیار ہوگا سو وہ بھی آپ ﷺ ہوں گے اور اُنہی کو حشر میں بُراق لادیں گے اور ستّر ہزار فرشتے اُن کے ارد گرد ہوں گے اور اُنہی کو عرشِ عظیم کے داہنے طرف کرسی پر بٹھائیں گے اور مقامِ محمود سے مشرف کریں گے اور لواء الحمد یعنی الحمد کا جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی تمام اولاد اُس جھنڈے تلے ہوگی اور سارے انبیاء اپنی اُمتوں سمیت اُنہیں کے پیچھے چلیں گے اور پروردگار کا دیدار دیکھنا پہلے اُنہی سے شروع ہوگا اور اُنہی کو شفاعتِ عُظمیٰ سے مخصوص کریں گے اور پل صراط پر جو پہلے گزرے گا آپ ﷺ ہی ہوں گے اور محشر کی ساری خلائق کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کرو تا کہ اُن کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پل صراط پر سے تشریف لے جائیں اور پہلے جو بہِشت کا دروازہ کھولے گا سو آپ ہوں گے اور اُنہیں قیامت کے وسیلے کے مرتبے سے مشرف کریں گے اور وہ وسیلہ ایک ایسا نہایت بلند مرتبہ ہے جو مخلوقات سے کسی کو مُیسّر نہ ہوا اور اُس کی حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ قیامت کے دن جنابِ الٰہی سے قُرب و منزلت میں ایسے ہوں گے جیسے وزیر بادشاہ سے۔

شریعت محمدی: حضور ﷺ سب شریعتوں میں جن چیزوں سے مخصوص ہیں سو بہت زیادہ ہیں اُن کی گنتی طول وطویل ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُن کے لئے کافروں کی غنیمت کا مال حلال کیا گیا اور اُن کے واسطے زمین کو مسجد بنا دیا یعنی جس جگہ چاہیں نماز پڑھیں، اُن کے واسطے زمین کی مٹی کو پاک کرنے والی بنایا اور پانچوں وقت کی نماز اور وضو احسن طریق سے اذان اور اقامت اور سورۂ الحمد، آمین اور جمعہ کا روز اور اقامت کی ساعت جو جمعہ کے روز میں ہے اور رمضان شریف وشب قدر کی برکتیں کہ یہ سب اُنہیں کے واسطے مخصوص ہیں اور یہ خصوصیتیں دریافت کرنے کو ظاہر نظر پہنچتی ہیں۔

باطنی خصوصیت: آپ ﷺ کی وہ خصوصیتیں جو باطنی مَراتب کے بموجب ہیں اور وہ انوار اور وہ تجلّیات جو روز بروز بڑھتے اور زیادہ ہوتے جا رہے ہیں اور وہ حالت اور وہ مقامات جو اُن کی اُمّت کو پیروی اور تابعداری کرنے کے طفیل سے حاصل ہوئے اور ہوتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہوں گے اور علوم و عرفان جو اُن کو عطا ہوتے ہیں سو بے انتہا ہیں۔[43] (تفسیر فتح العزیز مترجم سورہ والضحیٰ صفحہ ۳۴۰، مصنف شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

آخری فیصلہ: حضور سرورِ عالم ﷺ بشر ہیں لیکن ہماری بَشَریّت سے صرف لفظاً مشابہت ورنہ آپ ﷺ کی بَشَریّت کی ہر ادا نور علیٰ نور ہے۔
اِس کی مزید تحقیق وتفصیل فقیر کی تصنیف "البشریۃ تعلیم الامۃ" کا مطالعہ فرمائیں۔

هذا آخر مارقمه قلم

---

42) (الاعراف:172)

43) (تفسير فتح العزيز=تفسير عزيزي از شاه عبدالعزيز محدث دہلوی رحمة الله عليه، والضحیٰ، ص 219، در مطبع مجتبائي دهلي)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۶ذوالحجہ ۱۴۹۱ھ،بروز سہ شنبہ (منگل)

بہاول پور۔پاکستان